

نبی (ص) کی نظر میں علی کی منزلت

<"xml encoding="UTF-8?">

[نبی \(ص\) کی نظر میں علی کی منزلت](#)

[کلک کیجئے](#)

جب منافقین او ردل کے کھوٹے لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ [علی بن ابی طالب](#) مدینہ میں ہی رہیں گے تو انہوں نے بہت سی افواہیں پھیلائیں کہنے لگے [رسول \(ص\)](#) انہیں اپنے لئے درد سر سمجھتے ہیں اس لئے یہاں چھوڑ گئے ہیں، اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ مدینہ خالی ہو جائے تاکہ پھر وہ حسب منشا جوچاہیں سو کریں ان کی یہ باتیں سن کر حضرت علی نے رسول (ص) سے ملحق ہونے کے لئے جلدی کی چنانچہ مدینہ کے قریب ہی آنحضرت (ص) کی خدمت میں پہنچ گئے اور عرض کی :

اے اللہ کے رسول (ص) [منافقین](#) کا یہ گمان ہے کہ آپ (ص) مجھے اپنے لئے وبال جان سمجھتے ہیں اسی لئے مجھے آپ (ص) نے مدینہ میں چھوڑا ہے ۔

فرمایا:

"کذبوا ولكنني خلفتك لما تركت ورائي فاخلفني في اهلي و اهلك افلا ترضى يا علي ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي"

(امتاع الاسماع ج ۱ ص ۲۴۹، صحيح بخاری ج ۳ ص ۱۳۵، حديث ۳۵۰۳، صحيح مسلم ج ۵ ص ۲۳، حديث ۲۴۰۲، سنن ابن ماجه ج ۱ ص ۲۲، حديث ۱۱۵، مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۲، حديث ۱۵۰۸)۔

وہ جھوٹے ہیں، میں نے تمہیں اپنا جانشین بنایا ہے تاکہ تم اپنے اور میرے اہل خانہ میں میرے جانشین رہو،

اے علی ! کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم میرے لئے ویسے ہی ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے بس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

مسلمانوں کی فوج دشوار و طویل راستہ طے کرتی چلی جا رہی تھی اس جنگ میں رسول (ص) نے گذشتہ جنگوں کے برخلاف مقصد و ہدف کی وضاحت فرمادی تھی ، جو لوگ مدینہ سے آپ (ص) کے ساتھ چلے تھے ان کی ایک جماعت نے راستہ کے بارے میں آپ (ص) سے اختلاف کیا تو آپ (ص) نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

"دعوه فان يكن به خير سيلحقه الله بكم و ان يكن غير ذالك فقد اراحكم الله منه"

انہیں جانے دو اگر ان کا ارادہ نیک ہے تو خدا انہیں تم سے ملحق کر دے گا اور اگر کوئی دوسرا ارادہ ہے تو خدا نے تمہیں ان سے نجات دیدی۔

رسول (ص) تیزی سے منزل مقصود کی طرف بڑھ رہے تھے جب آپ (ص) حضرت صالح کی قوم کے ٹیلوں کے پاس سے گذرے تو اپنے اصحاب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"لا تدخلوا بيوت الذين ظلموا إلاً و انتم باكون خوفاً ان يصيبكم ما اصابهم"

ظلم کرنے والوں کے گھروں میں داخل نہ ہونا مگر روتے ہوئے اور اس خوف کے ساتھ (داخل ہونا) کہ جو افتاد ان پر پڑی تھی وہ تم پر نہ پڑے" اور انہیں اس علاقہ کا پانی استعمال کرنے سے منع کیا اور انہیں سخت موسم سے آگاہ کیا نیز اس جنگ میں کھانے پانی اور دیگر اشیاء کی قلت سے متنبہ کیا، اسی لئے اس لشکر کو "جیش العسرة" کہتے ہیں۔

مسلمانوں کو روم کی فوج نہیں ملی کیونکہ وہ پراگندہ ہو چکی تھی۔ اس موقع پر رسول (ص) نے اصحاب سے یہ مشورہ کیا کہ دشمن کا تعاقب کیا جائے یا مدینہ واپس چلا جائے اصحاب نے عرض کی: اگر آپ کو چلنے کا حکم دیا گیا ہے تو چلئے رسول (ص) نے فرمایا:

"لو امرت به ما استشرتكم فيه"

اگر مجھے حکم دیا گیا ہوتا تو میں تم سے مشورہ نہ کرتا
(المغازی ج ۳ ص ۱۰۹)۔

پھر آپ (ص) نے مدینہ لوٹنے کا فیصلہ کیا۔

رسول (ص) جزیرہ عرب کے شمالی علاقہ کے سرداروں کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے یہ معاہدہ کیا کہ طرفین میں سے کوئی بھی کسی پر حملہ و زیادتی نہیں کرے گا۔ اس کے بعد رسول (ص) نے خالد بن ولید کو دومة الجندل کی طرف بھیجا کیونکہ وہاں کے سرداروں سے یہ خوف تھا کہ وہ دوسرے حملہ میں کہیں روم کا ساتھ نہ دیں مختصر یہ کہ مسلمانوں نے وہاں کے حاکم کو گرفتار کر لیا اور بہت سا مال غنیمت ساتھ لائے۔
(طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۶۶ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۲۴۶)۔

منبع: <http://alhassanain.org/urdu/?com=book&id=258>